سلسلۃ قصص الانبیاء

24

اُڑنے والا تخت

اشتیاق احمد

اُڑنے والا تخت

قصّہ سیّدنا سُلیمان علیہ السلام

اشتیاق احمد

دارالسلام
کتاب و سنّت کی اشاعت کا عالمی ادارہ
ریاض • جدہ • شارجہ • لاہور • کراچی
اسلام آباد • لندن • ہیوسٹن • نیو یارک

اُڑنے والا تخت
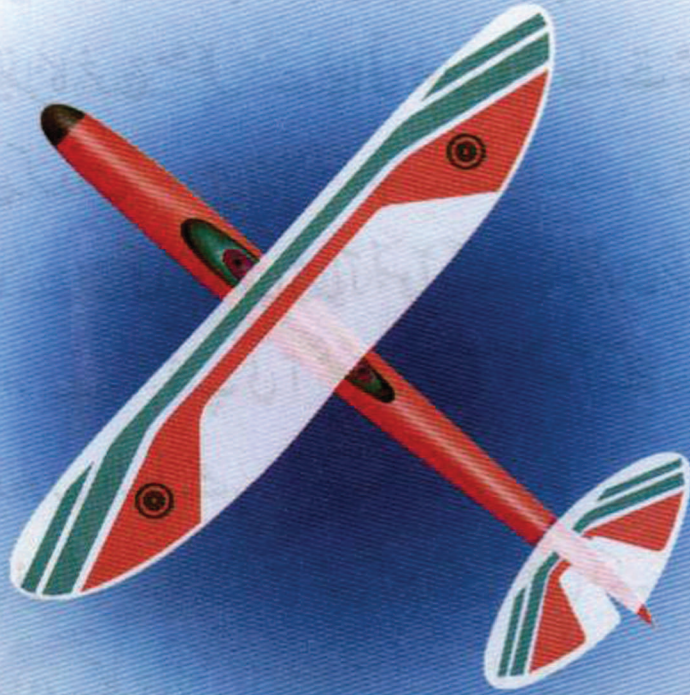
آصف اور محمود گھر میں داخل ہوئے تو ان کے منہ پھولے ہوئے تھے۔ ان کی والدہ نے یہ بات فوراً محسوس کر لی۔

''کیا بات ہے بچو، خیر تو ہے؟'' یہ کہتے ہوئے وہ مسکرائیں۔

''جائیے امی! ہم آپ سے نہیں بولتے۔''

''ارے ارے...... یہ کیوں بھئی۔''

''رضوان کے ابو نے اسے چھ ہزار روپے والا ہوائی جہاز خرید کر دیا ہے...... وہ اُڑتا بھی ہے...... صرف نام کا ہوائی جہاز نہیں ہے ہاں...... اور ایک آپ ہیں...... ہمیں تیس روپے والے جہاز سے زیادہ کبھی کھلونا نہیں دلواتیں۔''

''آپ کو پتا ہے بچو! خان صاحب ایک بڑے کاروباری آدمی ہیں اور آپ کے ابو

تو صرف ایک کلرک تھے...... وہ اب اس دنیا میں نہیں رہے...... اللہ کو پیارے ہو گئے ...... میں سلائی کر کے گھر کا خرچ مشکل سے چلاتی ہوں، ان حالات میں بھلا میں کیسے تمہیں چھ ہزار کا جہاز خرید کر دوں...... ہیں؟''

یہ کہتے ہوئے ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے...... دونوں تڑپ اُٹھے۔

''ارے ارے ...... آپ کی آنکھوں میں تو آنسو آ گئے...... ہمیں معاف کر دیں ...... اچھی امی۔'' دونوں بول اُٹھے۔

''چلو معاف کیا...... اس خوشی میں آج میں تمہیں ایک ایسے ہوائی جہاز کی کہانی سناؤں گی کہ جدید دور کے جہاز بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔''

''جی ...... کیا مطلب...... کیا کسی زمانے میں کوئی ایسا جہاز بھی تھا!'' آصف نے مارے حیرت کے پوچھا۔

''ہاں! کیوں نہیں...... لیکن یہ کہانی عشاء کے بعد سناؤں گی...... ابھی مجھے بہت کام ہے...... چلو...... آؤ...... کھانا کھالو۔''

عشاء کی نماز کے بعد دونوں اپنی والدہ کے پاس بیٹھ گئے اور انھوں نے کہانی یوں شروع کی:

''پیارے بچو! یہ کہانی سیدنا سلیمان علیہ السلام کی ہے۔ سلیمان علیہ السلام، سیدنا داود علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ یہ تو آپ کو معلوم ہوگا کہ داود علیہ السلام بھی اللہ کے رسول تھے۔''

''جی ...... جی ہاں۔''

''ٹھیک! ہاں تو...... سلیمان علیہ السلام بچپن ہی سے بہت ذہین تھے۔ کم عمر ہونے کے

باوجود آپ اپنے والد کی ہر مجلس میں بیٹھا کرتے تھے۔ ان مجلسوں میں سیدنا داود علیہ السلام لوگوں کے فیصلے کیا کرتے تھے۔ ایک روز دو آدمی جھگڑ پڑے۔ وہ اپنا فیصلہ کرانے کے لیے سیدنا داود علیہ السلام کے پاس آئے۔ ایک نے کہا:

'میرا انگوروں کا باغ تھا۔ اس کی بکریاں رات کو باغ میں داخل ہو گئیں اور انھوں نے سارے باغ کو اجاڑ دیا۔'

سیدنا داود علیہ السلام نے دوسرے آدمی سے پوچھا:

'کیا بات اسی طرح ہے؟'

جواب میں اس نے کہا:

'جی ہاں! اے اللہ کے نبی! اب آپ ہمارے درمیان فیصلہ فرما دیں۔'

آپ نے کچھ دیر سوچا، پھر فرمایا:

'باغ کا مالک اپنے نقصان کے بدلے میں اس شخص کی بکریاں اپنے قبضے میں لے لے۔'

جب وہ دونوں فیصلہ کروا کر باہر نکلے تو سیدنا سلیمان علیہ السلام سے ملاقات ہوگئی۔ سیدنا سلیمان علیہ السلام نے پوچھا: اللہ کے نبی نے تمھارا کیا فیصلہ کیا ہے؟

انھوں نے بتایا تو آپ نے فرمایا: 'اگر میں ہوتا تو یہ فیصلہ کرتا کہ باغ کا مالک بکریاں اپنے قبضے میں لے لے اور ان کے دودھ سے استفادہ کرے، اور بکریوں کا مالک باغ کو دوبارہ درست کرنے کے لیے محنت کرے۔ جب باغ اپنی پہلے والی حالت پر آ جائے تو باغ کا مالک اپنا باغ لے لے اور بکریاں اس کے مالک کو واپس کر دے۔'

سیدنا داود علیہ السلام کو جب آپ کے فیصلے کی اطلاع ملی تو انھوں نے اپنا فیصلہ تبدیل کر کے سیدنا سلیمان علیہ السلام کا فیصلہ نافذ کر دیا۔

سیدنا سلیمان علیہ السلام کا ایک فیصلہ صحیح بخاری میں اس طرح ہے:

'ایک مرتبہ دو عورتیں سیدنا داود علیہ السلام کے پاس ایک جھگڑا لے کر آئیں۔ جھگڑا یہ تھا کہ دونوں عورتوں کے پاس ایک ایک بچہ تھا۔ ایک کے بچے کو بھیڑیا اٹھا کر لے گیا۔ اب وہ دونوں دعویٰ کر رہی تھیں کہ بچہ اس کا ہے۔ سیدنا داود علیہ السلام نے جب دونوں عورتوں کی بات سنی تو فیصلہ بڑی عورت کے حق میں دے دیا۔ اس کے بعد دونوں عورتیں سیدنا سلیمان علیہ السلام کے پاس آئیں اور اپنا جھگڑا بیان کیا۔ سلیمان علیہ السلام نے دونوں کی بات سن کر فرمایا: چھری لاؤ میں بچے کے دو ٹکڑے کر کے آدھا آدھا تم دونوں کو دے دیتا ہوں۔ چھوٹی عورت نے یہ سن کر کہا: اللہ آپ پر رحم فرمائے، ایسا نہ کیجیے۔ میں نے مان لیا کہ یہ
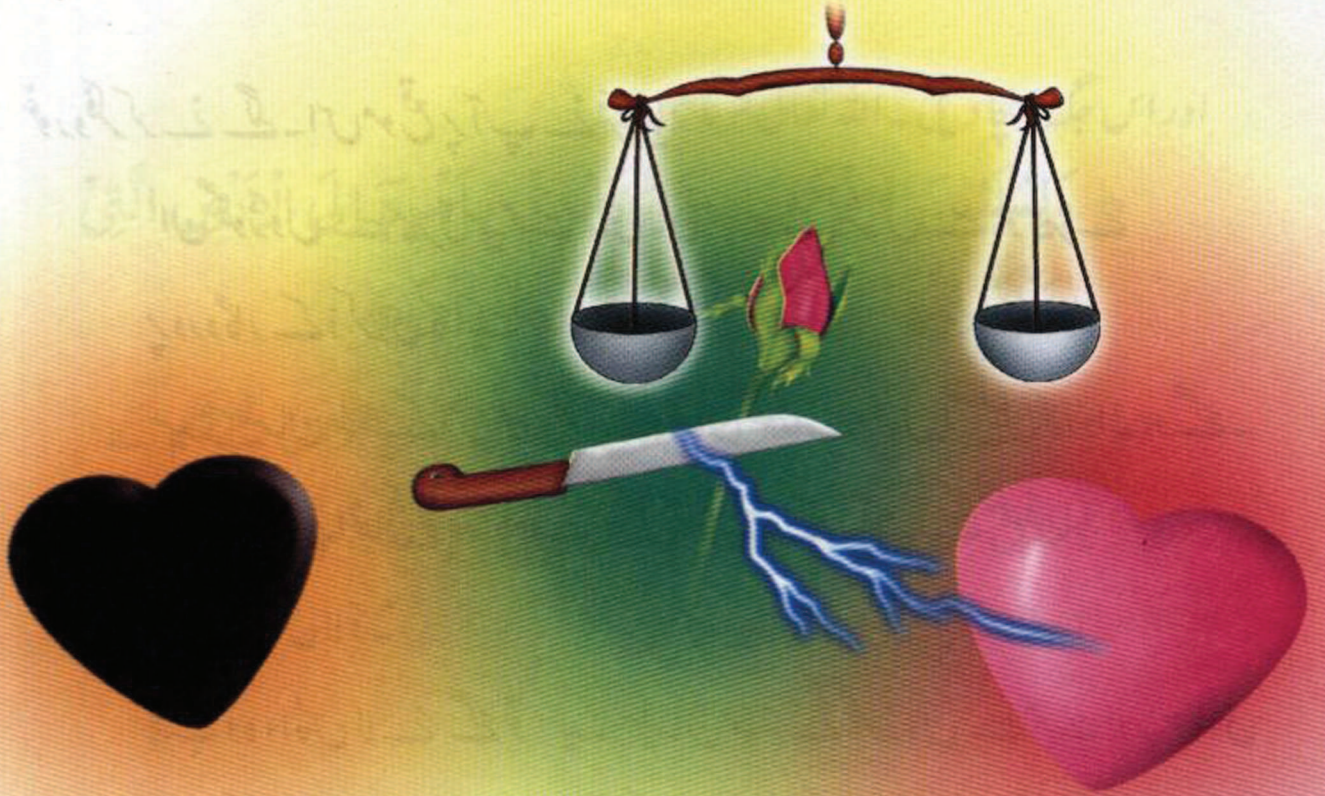
اسی بڑی کا لڑکا ہے۔ آپ نے چھوٹی کی بات سن کر فیصلہ کر دیا کہ یہ بچہ چھوٹی کا ہے اور بچہ چھوٹی کے حوالے کر دیا۔' ان واقعات سے سلیمان علیہ السلام کی ذہانت واضح ہو جاتی ہے۔

آپ سیدنا داود علیہ السلام کی وفات کے بعد ان کی جگہ بادشاہ بنے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر وحی نازل فرمائی تو آپ کو نبوت بھی عطا ہوگئی۔ گویا آپ کے والد کی طرح اللہ نے آپ کو بادشاہت بھی عطا فرما دی اور نبوت بھی۔ اس طرح آپ دین کی تبلیغ میں مصروف ہوگئے، اسلام کے دشمنوں سے جہاد کرنے لگے۔ اس سلسلے میں آپ نے گھوڑوں کا خاص طور پر انتظام فرمایا۔ جہاد کی ایک مہم کے موقع پر ایک شام سیدنا سلیمان علیہ السلام نے گھوڑوں کو اصطبل سے لانے کا حکم دیا۔ چونکہ سیدنا سلیمان علیہ السلام کو گھوڑوں کی نسلوں اور ان کے ذاتی اوصاف کے علم کا کمال حاصل تھا، اس لیے جب آپ نے ان گھوڑوں کو اصیل، خوش رو اور بہت بڑی تعداد میں پایا تو آپ پر خوشی و مسرت کی کیفیت طاری ہوگئی اور آپ ان میں

غور وفکر کرنے لگے۔ اس موقع پر آپ نے فرمایا:

'ان گھوڑوں سے میری یہ محبت ایسی مالی محبت میں شامل ہے جو میرے پروردگار کے ذکر ہی کا ایک حصہ ہے۔'

سیدنا سلیمان علیہ السلام کے اس غور وفکر کے دوران گھوڑے واپس اصطبل کو روانہ ہو گئے۔ جب انھوں نے نظر اوپر اٹھائی تو وہ نگاہ سے اوجھل ہو چکے تھے۔ آپ نے حکم فرمایا:

'ان کو واپس لاؤ۔'

جب وہ واپس لائے گئے تو سیدنا سلیمان علیہ السلام نے گھوڑوں سے محبت اور جہادی آلات ہونے کی حیثیت سے عزت وتوقیر کی خاطر ان کی پنڈلیوں اور گردنوں پر ہاتھ پھیرنا شروع کر دیا اور ایک ماہرِ فن کی طرح ان کو مانوس کرنے لگے۔ اس بات کا تذکرہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے یوں کیا ہے:

'اور ہم نے داود کو سلیمان عطا کیا، (وہ) اچھا بندہ تھا، بلاشبہ (وہ اللہ کی طرف) بہت رجوع کرنے والا تھا۔ جب شام کے وقت اس کے سامنے اصیل تیز رو گھوڑے پیش کیے گئے۔ تب اس نے کہا: بلاشبہ میں نے اپنے رب کی یاد کی وجہ سے اس مال (گھوڑوں) سے محبت کی ہے، یہاں تک کہ (گھوڑے) اوٹ میں چھپ گئے۔ (کہا:) انھیں میرے پاس لاؤ، پھر وہ ان کی پنڈلیوں اور گردنوں پر ہاتھ پھیرنے لگے۔'

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ہوا کو آپ کے تابع کر دیا۔ تم جانتے ہو، ہوا کس قدر طاقت ور اور تیز رفتار چیز ہے، یہ اللہ کی طرف سے انھیں عظیم نعمت ملی تھی۔ آپ کو جہاں جانا ہوتا، اس جگہ کے بارے میں ہوا کو حکم دیتے۔ ہوا اس تخت کو اڑا لے جاتی

اوراس جگہ پہنچا دیتی ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖٓ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ؕ وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ ﴾

'ہم نے تند و تیز ہواؤں کو سلیمان کے تابع کر دیا جو اس کے حکم کے مطابق اس زمین کی طرف چلتی تھیں جہاں ہم نے برکت دے رکھی تھی اور ہم ہر چیز سے باخبر اور دانا ہیں۔'

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے سیدنا سلیمان علیہ السلام کی خاطر کام کرنے والے کچھ جنّوں کو بھی مطیع بنا دیا تھا۔ وہ جن آپ کے لیے ہر وہ کام کرتے تھے جس کا آپ انھیں حکم دیتے تھے۔ وہ تھکتے نہیں تھے۔ کوئی جن اگر آپ کی فرماں برداری نہ کرتا تو اللہ تعالیٰ اسے کڑی سزا دیتا۔

ان میں سے کچھ جنات کو آپ تعمیرات کے کام میں لگا دیتے اور کچھ غوطہ خوری کرتے تھے تاکہ سمندر سے ہیرے جواہرات نکال کر لائیں، ان نعمتوں کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے سلیمان علیہ السلام کو پرندوں اور جانوروں کی بولیاں بھی سکھا دی تھیں۔ آپ ان کی باتیں سمجھتے تھے، ان سے بات چیت کرتے تھے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَ وَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ وَقَالَ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَ اُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ؕ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ ﴾

'اور داود کے وارث سلیمان ہوئے اور کہنے لگے، اے لوگو! ہمیں

پرندوں کی بولیاں سکھائی گئی ہیں اور ہمیں ہر چیز دی گئی ہے، بلاشبہ یہ تو صاف اللہ کا فضل ہے۔'

اسی طرح سلیمان علیہ السلام کا لشکر بہت عجیب و غریب تھا۔ دوسروں کے لشکروں کی مانند نہیں تھا۔ وہ صرف فوجیوں اور اسلحہ ہی پر مشتمل نہیں تھا، بلکہ اس میں حیوانات پرندے اور جنّات بھی شامل تھے۔

ایک مرتبہ آپ لشکر کے ساتھ چلے جا رہے تھے، یعنی انسانوں کے علاوہ حیوانات پرندے اور جنات بھی آپ کے ساتھ تھے...... پرندے اپنے پروں سے آپ کے سر پر سایہ کیے ہوئے تھے تاکہ آپ کو گرمی اور دھوپ سے بچائیں۔ اس لشکر پر کچھ نگرانی کرنے والے بھی مقرر تھے تاکہ سب ایک سلیقے اور طریقے سے چلیں۔ کوئی اپنی قطار سے ادھر ادھر نہ ہو، نہ کوئی اپنی جگہ تبدیل کرے۔ ایسے میں ان کا گزر چونٹیوں کی وادی سے ہوا۔ ایک چیونٹی نے اتنے عظیم الشان لشکر کو آگے آتے دیکھا تو اسے اپنی قوم کے لیے خطرہ محسوس
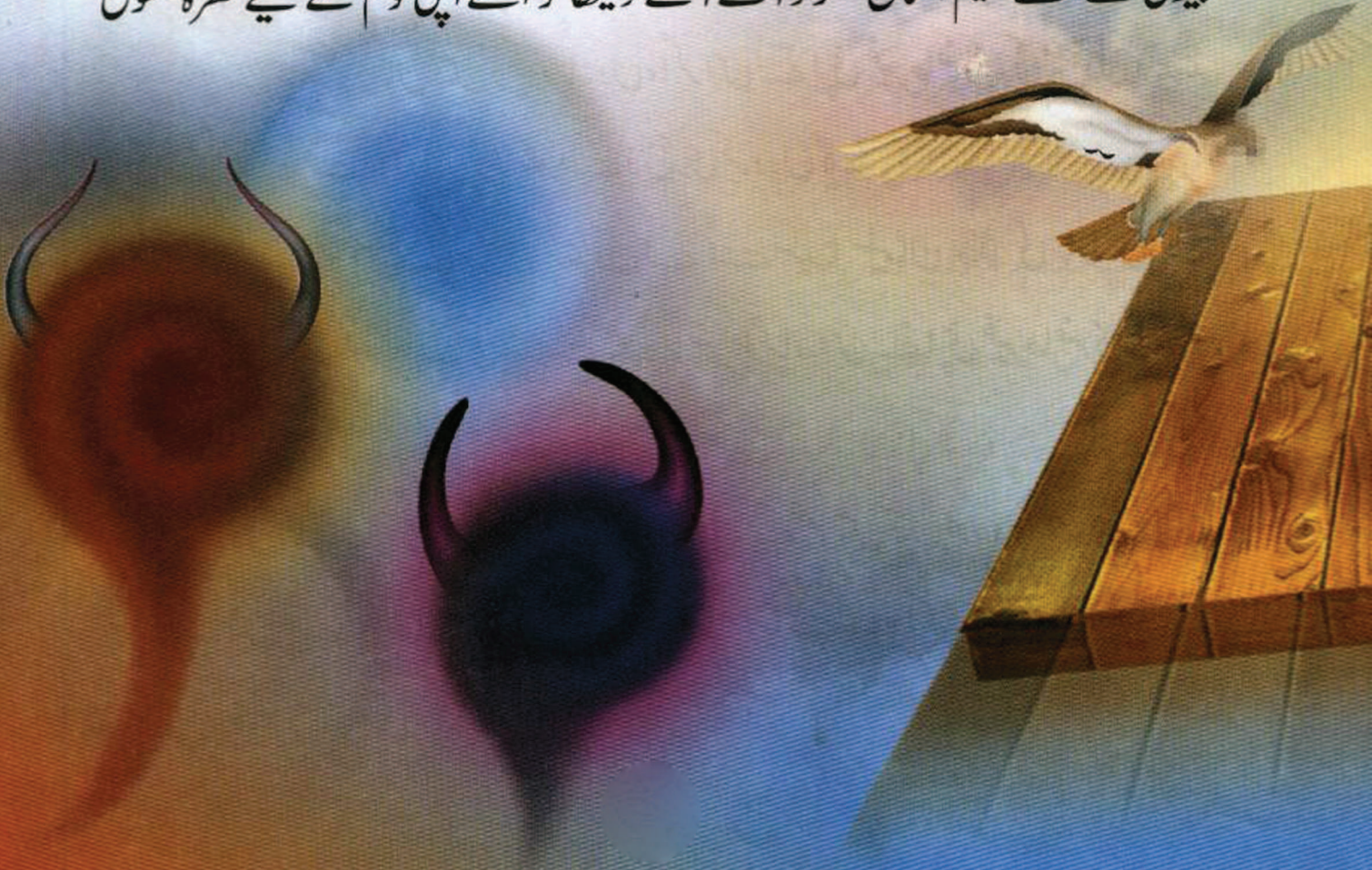
ہوا۔ وہ بلند آواز میں بولی:

'اے چیونٹیو! اپنے بلوں میں گھس جاؤ، سلیمان علیہ السلام ایک عظیم لشکر کے ساتھ بڑھے چلے آرہے ہیں، کہیں تم ان کے پیروں تلے نہ روندی جاؤ۔'

سیدنا سلیمان علیہ السلام نے چیونٹی کی یہ بات سن لی۔ آپ یہ بات سن کر خوش ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو چیونٹی کی بات سننے کی طاقت بھی عطا فرمائی ہے۔ پورے لشکر میں سے اور کسی کو یہ طاقت حاصل نہیں تھی۔ آپ نے فوراً اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ اس واقعے کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورۂ نمل میں کیا ہے۔

اسی طرح تمام پرندے بھی سیدنا سلیمان علیہ السلام کے تابع تھے۔ آپ ان کے ذمے جو کام لگاتے، وہ اس کو کر ڈالتے تھے۔ ہُدہُد کے ذمے یہ کام تھا کہ جب بھی سیدنا سلیمان علیہ السلام کو پانی کی ضرورت محسوس ہوتی تو وہ پانی والی جگہ کی طرف رہنمائی کرتا تھا۔

ایک دن ہدہد کو آپ کے پاس حاضری میں دیر ہوگئی۔ اسے موجود نہ پا کر آپ نے فرمایا:

'میں ہدہد کو یہاں نہیں دیکھ رہا ہوں، اگر اس نے اپنی غیر حاضری کی معقول وجہ نہ بتائی تو میں اسے سخت سزا دوں گا یا پھر اسے ذبح ہی کر دوں گا۔'

ہدہد آیا تو اس کے ساتھی پرندوں نے اسے سیدنا سلیمان علیہ السلام کی ناراضی کے بارے میں بتایا۔ وہ فوراً آپ کی خدمت میں حاضر ہوگیا۔ اس نے اپنی غیر حاضری کی وجہ بتاتے ہوئے کہا:

'میں ایک ایسی چیز دیکھ کر آیا ہوں جو آپ کے علم میں نہیں اور وہ ایک بہت اہم خبر ہے۔ میں ایک سلطنت میں گیا تھا۔ اس کا نام سبا ہے۔ وہ ایک بہت بڑی سلطنت

ہے اور بہت دولت مند ہے۔ اس کا ایک تختِ شاہی بھی ہے۔ اس تخت میں طرح طرح کے ہیرے جواہرات اور موتی جڑے ہیں، لیکن اس کی حکمران ایک ملکہ ہے، وہ لوگ گمراہی میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ شیطان نے انھیں ورغلا رکھا ہے۔ وہ ایک اللہ کی عبادت نہیں کرتے جو عرشِ عظیم کا مالک ہے اور جو ان کی ہر اس حرکت سے باخبر ہے جس کو وہ چھپاتے ہیں یا ظاہر کرتے ہیں...... وہ اللہ کو چھوڑ کر سورج کی پوجا کرتے ہیں۔'

سلیمان علیہ السلام اب تک ہد ہد سے ناراض تھے، لیکن یہ تفصیل سن کر نرم پڑ گئے۔ اس گمراہ قوم کے بارے میں سننے کے بعد آپ نے ارادہ کر لیا کہ اسے راہِ راست پر لائیں گے۔ انھیں ایک اکیلے معبود کی عبادت کی دعوت دیں گے۔ سورج کی پوجا سے انھیں روک دیں گے۔

آپ نے انھیں ایک خط لکھا۔

اس میں انھیں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت اختیار کرنے کی دعوت دی اور یہ بھی لکھا کہ تم لوگ میری حکومت کو تسلیم کر لو، میری فرماں برداری میں آ جاؤ۔

یہ خط آپ نے ہد ہد کو دیا اور فرمایا:

'اس خط کو سنبھال لو، ان کی ملکہ کے پاس پہنچاؤ، پھر انتظار کرو کہ وہ کیا جواب دیتی ہے، جو جواب وہ دے فوراً آ کر مجھے بتاؤ۔'

اُڑنے والا تخت

ہدہد نے خط اُٹھایا اور تیزی سے اپنی منزل کی طرف روانہ ہوا یہاں تک کہ وہ اس عورت کے محل تک جا پہنچا۔ ہدہد نے خط اس کے پاس رکھ دیا اور خود ایک طرف کھڑا ہو گیا۔

ملکہ خط دیکھ کر چونکی۔ اس نے اس کو اٹھا لیا۔ خط پڑھ کر وہ پریشان ہوگئی۔ اس نے فوراً اپنے وزیروں اور مشیروں کو بلا لیا۔ پھر ان سے بولی:

'اے لوگو! مجھے سلیمان (علیہ السلام) نے یہ خط بھیجا ہے جو بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ سے شروع ہوتا ہے۔ انھوں نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم ان کے فرماں بردار بن کر ان کی خدمت میں حاضر ہو جائیں...... اب تم مجھے مشورہ دو کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے۔'

ان سب نے یک زبان ہو کر کہا:

'ہمارے پاس زبردست فوج ہے، طاقت ہے، ہم میں جنگ کی زبردست صلاحیت ہے، ہم بڑے بڑے بہادروں کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ ان سب کمالات کے باوجود ہم فیصلہ آپ پر چھوڑتے ہیں۔ ہم آپ کے ہر فیصلے کو بلا چوں چرا مانیں گے۔'

ملکہ ایک عقل مند عورت تھی۔ اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ معاملات کو کیسے نمٹایا جا سکتا ہے۔ اس نے سیدنا سلیمان علیہ السلام کے خط ہی سے اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ کس قدر طاقت کے مالک ہیں، ان کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے نہ انھیں کسی طرح دھوکا دیا جا سکتا ہے چنانچہ اس نے اپنے وزیروں سے کہا:

'بات یہ ہے، جب بادشاہ کسی شہر میں داخل ہوتے ہیں تو اسے ویران کر ڈالتے ہیں، وہاں کے عزت دار لوگوں کو ذلیل کر کے رکھ دیتے ہیں، میرا خیال ہے، ہم ان کے

پاس قیمتی اور بڑے بڑے تحائف روانہ کرتے ہیں۔ اور دیکھتے ہیں کہ سلیمان (علیہ السلام) اس کا کیا جواب دیتے ہیں۔'

یہ سن کر سب نے کہا:

'یہ بہت اچھی رائے ہے۔'

اس ملکہ کا نام بلقیس تھا۔ ملکہ کا خیال تھا کہ وہ ان تحائف سے سلیمان علیہ السلام کی خوشنودی حاصل کر لے گی، ساتھ ہی وہ یہ چاہتی تھی کہ جو قاصد تحائف لے کر جائیں، وہ سلیمان علیہ السلام کی طاقت کا بھی اندازہ لگاتے آئیں۔ اسے یہ بات معلوم نہیں تھی کہ سلیمان علیہ السلام حالتِ کفر میں ان کی کوئی بات نہیں مانیں گے۔ وہ تو انھیں دائرہ اسلام میں لانے کے خواہش مند تھے۔ ان کی اصل خوشی تو اس بات میں تھی۔

ہدہد نے سیدنا سلیمان علیہ السلام کو سارا حال کہہ سنایا۔ اس کے چند دن بعد بلقیس کے

اُڑنے والا تخت

قاصد تحائف لے کر وہاں پہنچ گئے۔ جونہی قاصدوں نے سلیمان علیہ السلام کو دیکھا، ان سب پر رعب طاری ہوگیا۔ آپ کی عظیم ترین بادشاہت اور آپ کا عظیم لشکر دیکھ کر ان کی عقلیں دنگ رہ گئیں۔

ملکہ کے تحائف بہت قیمتی تھے، لیکن آپ نے ان کی طرف نظر تک نہ اُٹھائی۔

آپ نے ان قاصدوں سے فرمایا:

'کیا تم مال کے ساتھ میری مدد کرنا چاہتے ہو۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے جو دیا ہے وہ اس سے بہت بہتر ہے جو اس نے تمھیں دیا ہے۔ تم جو تحائف لائے ہو، ان کو واپس لے جاؤ۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے اس قدر نعمتوں سے نوازا ہے کہ تم سوچ بھی نہیں سکتے۔ میں ان کے پاس ایسے لشکر روانہ کروں گا، جنھیں روکنے کی کسی میں طاقت نہیں ہوگی، کوئی ان کے مقابلے میں نہیں ٹھہر سکے گا۔ ان سے لڑنا کسی کے بس میں نہیں ہوگا۔ پھر ہم انھیں ذلیل و رسوا کر کے ان کی سرزمین سے نکال باہر کریں گے۔'

یہ پیغام اور تحائف واپس جب ملکہ تک پہنچے اور قاصدوں نے اسے ساری بات بتائی تو اسے معلوم ہوگیا کہ سلیمان علیہ السلام صرف بادشاہ ہی نہیں، ایک نبی بھی ہیں اور اسے یقین ہوگیا کہ آپ کی اطاعت کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ اس طرح وہ ملکہ بھی نہیں رہ سکتی چنانچہ اس نے اپنے ملک سے نکلنے کا ارادہ کرلیا۔

بلقیس کا ایک بہت بڑا تخت تھا۔ اس میں ہیرے جواہرات جڑے ہوئے تھے۔ اس تخت کی کوئی مثال نہیں تھی۔ سیدنا سلیمان علیہ السلام کو جنات اور پرندوں کے ذریعے سے یہ معلوم ہو چکا تھا کہ وہ آپ کی طرف آنے کی تیاری کر رہی ہے، تب آپ نے بلقیس اور

اُڑنے والا تخت

اس کی قوم کو اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ طاقت دکھانے کے لیے اپنی فوج کو مخاطب کیا اور فرمایا:

'تم میں سے کوئی ہے جو ان کے یہاں پہنچنے سے پہلے ہی اس کا تخت مجھے لا دے۔'

آپ کی بات سن کر ایک سرکش دیو نے آپ سے عرض کیا:

'میں مجلس برخاست ہونے سے پہلے پہلے اسے آپ کے پاس لا سکتا ہوں، یقیناً میں ایسا کرنے پر قادر ہوں اور ہوں بھی امانت دار۔'

جس کے پاس کتاب کا علم تھا، بول اٹھا:

'میں آپ کے پلک جھپکنے سے پہلے ہی اسے آپ کے پاس پہنچا سکتا ہوں۔'

پھر واقعی سیدنا سلیمان علیہ السلام کے پلک جھپکنے سے پہلے ملکہ بلقیس کا تخت آپ کے سامنے موجود تھا۔ اس پر آپ نے اللہ کی تعریف بیان کی اور فرمایا:

'یہ سب میرے ربّ کا فضل ہے تاکہ وہ مجھے آزمائے کہ میں شکر گزاری کرتا ہوں یا ناشکری، اور شکر گزار تو اپنے ہی فائدے کے لیے شکر گزاری کرتا ہے اور جو ناشکری کرے تو میرا پروردگار بے پروا اور کریم ہے۔'

اس کے بعد آپ نے حکم دیا:

'اس کے تخت میں کچھ تبدیلی کر دو...... تا کہ معلوم ہو جائے کہ وہ اسے پہچانتی ہے یا نہیں۔'

مطلب یہ تھا کہ اس کے تخت میں کچھ تبدیلی کر دو تا کہ ہم دیکھ لیں، وہ پہچان سکتی ہے یا نہیں۔ پھر ملکہ بلقیس سیدنا سلیمان علیہ السلام کے پاس آ پہنچی، وہ جونہی آپ کے نزدیک پہنچی اور آپ کو سلام کیا تو وہ تخت اسے دکھائی دیا، تخت کو دیکھتے ہی وہ حیرت زدہ رہ گئی۔ اس پر دہشت سی طاری ہو گئی۔ سوچ میں پڑ گئی کہ یہ تخت ہے تو میرے تخت جیسا ہی...... لیکن اگر یہ میرا ہے تو یہاں کیسے آ گیا؟ ابھی وہ سوچوں میں گم تھی کہ سیدنا سلیمان علیہ السلام نے اس سے پوچھا:

'تمہارا تخت بھی ایسا ہی ہے؟'

چند لمحے تک وہ کوئی جواب نہ دے سکی...... سوچ رہی تھی، کیا جواب دے۔ آخر اس نے کہا:

'یوں لگتا ہے، جیسے یہ وہی ہے۔'

آخر کار سیدنا سلیمان علیہ السلام نے اس سے کہا:

'یہ تمہارا ہی تخت ہے...... اور یہ اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت ہے کہ یہ یہاں موجود ہے، لہٰذا تم ایک اللہ پر ایمان لے آؤ جس کے سوا کوئی معبود نہیں...... جس طرح تم اپنے تخت کو پہچاننے میں غلطی کر چکی ہو...... اسی طرح اللہ کو پہچاننے میں بھی غلطی پر ہو۔'

وہ کوئی جواب نہ دے پائی۔ بلقیس اور اس کی قوم دراصل اس خیال میں تھی کہ علم اور ترقی میں وہ سب سے آگے ہیں، لیکن یہاں آ کر جو کچھ انھوں نے دیکھا تھا، اس سے

اُڑنے والا تخت

اب وہ یہ محسوس کیے بغیر نہ رہے کہ ان کی سلطنت کی ترقی سلیمان علیہ السلام کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہے۔
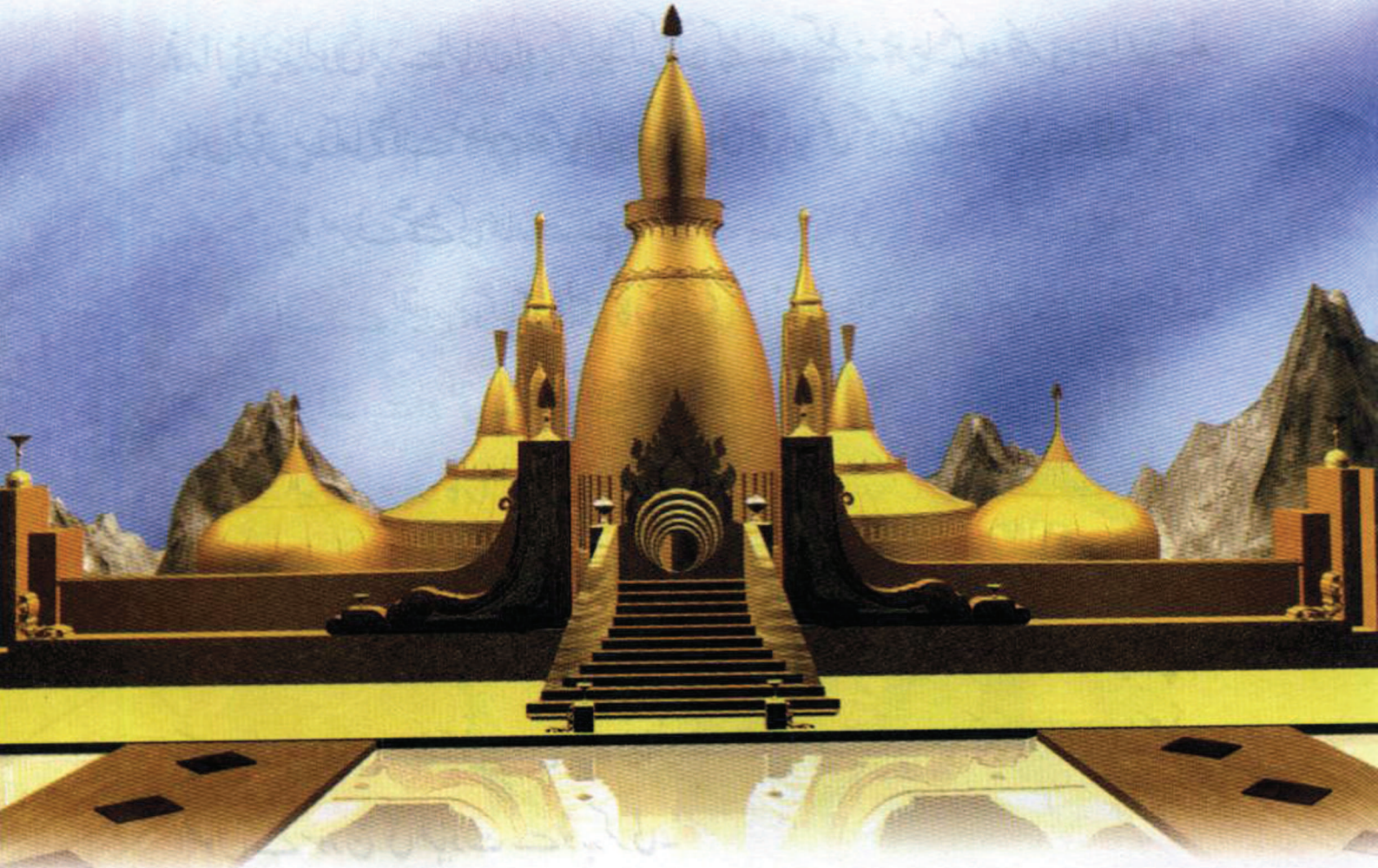
سلیمان علیہ السلام نے ملکہ بلقیس کی حیرت میں اور اضافہ کرنے کے لیے، اسے اور اس کی قوم کو اسلام کے مزید قریب کرنے کے لیے ایک اور ترکیب اختیار کی۔ وہ ان لوگوں کو بتانا چاہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اہلِ ایمان بندوں پر کس طرح فضل اور عنایات فرماتا ہے۔ آپ نے جنات کو حکم دیا کہ ایک عظیم الشان محل تیار کر دیں، ایسا محل کہ بلقیس نے اس جیسا محل پہلے کبھی نہ دیکھا ہو اور جس کی گزرگاہیں شیشے کی ہوں اور اس شیشے کے نیچے سے پانی چلتا دکھائیں۔ جنات نے آپ کے حکم کی تعمیل کی۔

اُڑنے والا تخت

ملکہ بلقیس جب آپ کو ملنے کے لیے آئی تو آپ اس محل میں بیٹھے ہوئے تھے۔ بلقیس نے جونہی شیشے کے فرش پر پاؤں رکھنا چاہا، اسے پانی رواں نظر آیا، چنانچہ اس نے فوراً اپنی پنڈلیوں پر سے لباس اوپر کرلیا کہ کہیں کپڑے گیلے نہ ہوجائیں، پھر جب اس نے پاؤں فرش پر رکھا تو اسے معلوم ہوگیا کہ یہاں پانی تو کیا نمی بھی نہیں ہے۔ اسے بتایا گیا:

'یہ تو صرف شیشے کی عمارت ہے۔'

اب اسے یقین ہوگیا کہ ایسی کاری گری تو انسانی طاقت سے باہر ہے، یہ تو صرف اللہ ہی کی طرف سے ہوسکتی ہے، سو کہنے لگی:

'میرے پروردگار! میں نے اپنی جان پر ظلم کیا، اب میں سلیمان علیہ السلام کے ساتھ اللہ ربّ العزت کی فرماں بردار بنتی ہوں۔'

اسے یقین ہوگیا کہ وہ جو سورج کی پوجا پر قائم تھی، سراسر گمراہی تھی، چنانچہ وہ ایک اللہ پر ایمان لے آئی۔ اس کے ایمان لاتے ہی پوری قومِ سبا بھی ایمان لے آئی۔ انھوں نے سورج کی عبادت سے توبہ کرلی۔"

"واہ...... بہت خوب...... مزہ آ گیا......" دونوں بچے ایک ساتھ بول اُٹھے۔

"اب آگے سنو...... تھوڑی سی کہانی ابھی باقی ہے۔" ان کی والدہ نے کہا۔

"ہم پوری توجہ سے سن رہے ہیں امی جان...... ہمیں بہت مزہ آرہا ہے۔"

"یہ اچھی بات ہے...... جیسا کہ میں تمھیں بتا چکی ہوں...... سلیمان علیہ السلام کی فوج میں جنات بھی تھے، وہ آپ کے حکم سے سمندروں میں غوطہ لگاتے، جس کے وہ ماہر تھے اور ہر وہ کام کرتے تھے جس کا آپ انھیں حکم دیتے تھے، لیکن ان جنات کا یہ دعویٰ تھا کہ وہ

غیب کی باتیں جان لیتے ہیں۔ آپ ان کی یہ غلط فہمی دور کرنا چاہتے تھے۔

آپ نے جنّات کو بیت المقدس کی تعمیر پر لگا دیا اور خود لاٹھی کی ٹیک لگا کر کھڑے ہوگئے۔ اسی حالت میں آپ کی وفات ہوگئی، لیکن آپ اسی طرح لاٹھی کی ٹیک سے کھڑے رہے۔ یعنی آپ کی روح پرواز کر چکی تھی، لیکن آپ کا جسم لاٹھی کے سہارے اسی طرح کھڑا رہ گیا جس طرح کہ زندہ حالت میں تھا...... ادھر جنات کام میں مصروف
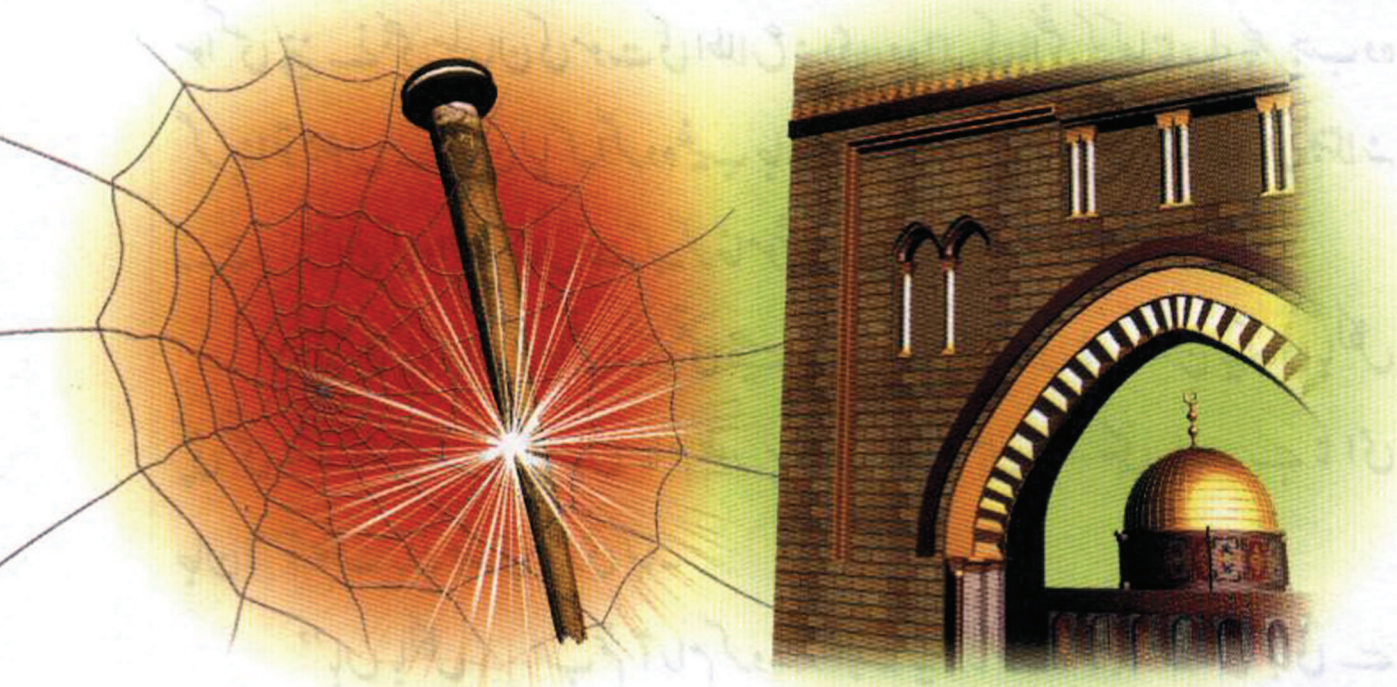
رہے...... کیونکہ سلیمان علیہ السلام تو ان کے سامنے موجود تھے اور ان کے حکم کو پورا کرنا ان کے لیے ضروری تھا، لہٰذا انھوں نے اپنا کام جاری رکھا...... اس طرح ایک مدت گزر گئی، یہاں تک کہ ان کا کام مکمل ہونے کے قریب ہوگیا، ادھر اس لاٹھی کو دیمک مسلسل چاٹ رہی تھی..... یہاں تک کہ لکڑی بالکل کھوکھلی ہوگئی اور آخر اس قدر کمزور ہوگئی کہ سیدنا سلیمان علیہ السلام کے وجود کو مزید سہارا نہ دے سکی اور ٹوٹ گئی۔ اس کے ساتھ ہی سیدنا سلیمان علیہ السلام کا جسم نیچے گر گیا۔ تب کہیں جا کر جنات کو معلوم ہوا کہ سیدنا سلیمان علیہ السلام کا تو بہت مدت پہلے

انتقال ہو چکا ہے...... اس طرح ان کا یہ دعویٰ غلط ثابت ہو گیا کہ وہ غیب دان ہیں، دوسرے لوگوں کو بھی معلوم ہو گیا کہ غیب کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں۔ جنات اگر غیب دان ہوتے تو اتنی طویل مدت تک مسلسل کام نہ کرتے رہتے...... فوراً کام سے الگ ہو جاتے...... اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

'پھر جب ہم نے سلیمان پر موت کا فیصلہ نافذ کیا تو جنوں کو گھُن کے کیڑے کے سوا کسی چیز نے بھی سلیمان کی موت کی اطلاع نہ دی، وہ اس کی لاٹھی کو کھاتا رہا، پھر جب وہ گر پڑا تو جنوں نے جان لیا کہ اگر وہ غیب جانتے ہوتے تو اس رسوا کن مشقت میں مبتلا نہ رہتے......'' ان کی والدہ یہاں تک کہہ کر خاموش ہو گئیں۔

''آج کی کہانی تو واقعی ایسی تھی جیسے جادوئی کہانیاں ہوتی ہیں، لیکن یہ کہانی بالکل سچی تھی...... جب کہ وہ کہانیاں عام طور پر جھوٹی ہوتی ہیں...... یہی بات ہے نا امی جان!'' آصف نے جلدی جلدی کہا۔

''ہاں بالکل...... اب تم آرام کرو...... البتہ یہ غور کرتے رہنا کہ اس کہانی سے تمہیں کیا کیا سبق ملے ہیں۔''

''جی...... ان شاء اللہ!'' دونوں ایک ساتھ بولے۔

اُڑنے والا تخت

''وقت کسی کے لیے نہیں رکتا۔'' یہ مقولہ ہم سنتے رہتے ہیں
لیکن ایک بندے نے سورج کو اشارہ کیا اور
سورج غروب ہونے سے رک گیا۔ یہ بات نئی محسوس ہوتی ہے
''ہوا ہمیشہ کشتیوں کے مخالف سمت میں چلتی ہے''
یہ بھی سنتے آئے ہیں
لیکن ہوا کسی کے حکم کی پابند ہو، جدھر وہ چاہے
اسی طرف ہوا چلنا شروع ہو جائے
اس نے سفر کرنا ہو، ہوا اس کا تخت اُٹھا کے چلنا شروع کر دے
پرندوں کے پر اس کے لیے سائبان کا کام دیں
ایسا شخص کون ہو سکتا ہے اور یہ سب کیسے ممکن ہے؟
یہ جاننے کے لیے پڑھیے
''اڑنے والا تخت'' اور پھر وہ کیجیے جس کا حکم
ہر چیز کے مالک نے ان کو دیا